

مولانا محمد عرفان الحق اظہار حقانی

مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

نائن لیون (۹ ستمبر) کے بعد عالم اسلام کے بدلتے ہوئے حالات حضرت مولانا سمیع الحق کا امریکی اور مغربی میڈیا سے حال ہی میں کیا گیا ایک انٹرویو

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا موجودہ عالمی حالات پر انٹرویو جو انہوں نے حال ہی میں امریکہ کے مشہور ٹی وی چینل سی بی ایس (CBS) کو دیا یہ انٹرویو اس چینل کی معروف شخصیت سٹیو کرافٹ نے اپنی ٹیم کے ساتھ کیا۔ جسے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے من وعن شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

س: میں پانچ سال قبل آپ سے انٹرویو کرنے آیا تھا ان پانچ سالوں میں کافی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ آپ بھی بدل گئے ہیں یا نہیں اور مدرسہ بھی فرق آیا ہے یا نہیں؟

ج: اس میں شک نہیں ہے کہ پوری دنیا میں بہت بڑی تبدیلی آئی ہے مگر مغربی اور امریکی اقدامات کے نتیجے میں دنیا اور انسان بھلائی کی طرف نہیں گیا۔ مشکلات بڑھ گئی ہیں۔ میرے خیال میں بڑا المیہ ہے ان پانچ سالوں میں ہمارا تو بہت کچھ لٹ گیا ہے اور بدل گیا ہے افغانستان کا نقشہ اور عراق کی صورتحال بھی آپ کے سامنے ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم بہت بڑے نقصانات اور تباہیوں کے شکار ہوئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو سپر پاور تھے ان کی مشکلات بھی اب زیادہ بڑھ گئے۔ ان پانچ سال میں ان کو کچھ بہتری حاصل نہیں ہوئی کئی دہائیوں سے عالم اسلام اور مغرب میں ایک قرب تھا، مغرب نے اپنی پالیسیوں سے اس کو دھچکا لگایا۔ آج وہ بھی ایک دلدل میں پھنسا ہے، ہم تو ضعیف قوم ہیں۔ یعنی اپنے آپ کو مظلوم سمجھتے ہیں۔

س: جب ہم نے آپ سے پہلی ملاقات کی تھی آپ طالبان کی بہت زیادہ حمایت کرتے تھے تو کیا اب بھی آپ طالبان کی حمایت کرتے ہیں۔

ج: ۹/۱۱ سے پہلے صرف میں نے نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا ان کو سپورٹ کر رہی تھی، اور کئی ممالک جیسے عرب امارت، سعودی عرب وغیرہ نے طالبان حکومت کو تسلیم بھی کیا تھا۔ افغان جہاد کے ساتھ پوری مغربی دنیا اور امریکہ کی بھی بہت بڑی دلچسپی تھی اور اس میں ہم حق بجانب تھے

کیونکہ طالبان سے پہلے افغانستان میں بد امنی تھی، قتل و قاتل تھا ہزاروں لوگ ایک دوسرے کو مارتے تھے طالبان نے وہاں امن قائم کیا اور افغانستان کو آزاد کرانے میں جتنی قوتوں نے بشمول مغربی دنیا کے سوویت یونین سے بچانے کی قربانیاں دی تھیں۔ ان قربانیوں کو بچانے کے لئے طالبان نے بہت بڑی سڑگل کی اس وقت بھی ان کی تحسین کرنی چاہیے تھی اب تو نقشہ بدل گیا ہے طالبان تو اب سکرین پر نہیں اور وہ اپنے معاملات حل کر رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں ہماری خواہش ہے کہ اپنے ملک میں بیٹھ کر اپنا معاملہ خوش اسلوبی سے طے کریں اور وہاں خانہ جنگی ختم ہو جائے۔

س: آپ اسامہ بن لادن کو کس نظریے سے دیکھتے ہیں؟

ج: اس کے بارے میں ابھی کوئی تازہ معلومات نہیں کہ حقیقت حال کیا ہے اور وہ کس جگہ ہے اس کی کبھی کبھی ویڈیو اچانک آ جاتی ہیں جسے آپ بھی دیکھتے ہیں یہ بھی اللہ کے علم میں ہے کہ وہ ویڈیو اصلی ہے یا نقلی۔ بظاہر تو ہمیں یہی نظر آ رہا ہے کہ وہ اسی موقف پر ڈاٹا اور قائم ہے اور میرے خیال میں اس میں کوئی لچک شاید نہیں آئی ہے۔ جو ویڈیو آپ کے سامنے آئی ہیں اگر اسے ملاحظہ کریں۔

اصل معاملہ تو اس کا ہے کہ آپ تجزیہ کریں کہ وہ تبدیل ہو گیا ہے یا نہیں ہم نے القاعدہ کا نام ۹/۱۱ کے بعد سنا ہے اس سے پہلے یہ نام اکثر لوگوں نے سنا ہی نہیں تھا۔ اب اس کا نیٹ ورک کیا ہے کیا نہیں آپ کے سوسر تو بہت زیادہ ہیں حقیقت کا تو آپ کو بہت زیادہ علم ہونا چاہیے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب تو وہ نقشہ تبدیل ہو چکا ہے۔ اب تو یہ ایک فیشن بن گیا کہ دنیا میں جہاں بھی کوئی تخریب کاری کرے تو وہ کمپیوٹر انٹرنیٹ سے بھیج دیتے ہیں کہ یہ القاعدہ نے کیا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ بہت بڑی سازش ہے کہ جو لوگ کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ آپ کو ایک ہی رخ پر ڈال دیتے ہیں آپ بھی اسی رخ پر لگ جاتے ہیں اس کا یہ نہیں کہ وجود ہے بھی یا نہیں تو اصل ہاتھ جو اپنے مذموم مقاصد کے لئے اس جنگ میں مسلمان مغرب اور امریکہ کو درمیان میں لڑانا چاہتے ہیں۔ وہ درپردہ رہ جاتا ہے ان کے نقاب کو ابھی تک ہٹا نہ سکے۔ لندن کے واقعہ سے یہ چیز اور بھی واضح ہو کر سامنے آئی کہ کچھ طاقتیں جو مسلمانوں اور عیسائیوں اور مغربی قوتوں کے درمیان جنگ جاری رکھنا چاہتی ہیں وہ اس آگ پر تیل چھڑکتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ پورا مغرب اس جنگ سے نہ اکتائے، مسلمان اور مغربی اقوام کو ایک دوسرے سے لڑانے اور دور کرانے میں وہ لگے رہیں۔ آپ نے اس نقطہ پر کبھی غور نہیں کیا کہ وہ ہاتھ کون ہے؟ میرے خیال میں ۹/۱۱ کے درپردہ بھی وہی لوگ تھے اور وہی لوگ ۷/۷ کے پشت پر بھی تھے۔

س: جب میں پانچ سال پہلے آیا تو آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کا اسامہ بن لادن کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو آپ نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا کہ آپ کا ابراہم لنکن کے بارے میں کیا خیال ہے تو اس سے اندازہ ہوا کہ وہ آپ کیلئے ہیر و تھے۔

ج: ۹/۱۱ سے پہلے وہ پورے مغرب کا بھی ہیر و تھا، وہ امریکیوں کا بھی ہیر و تھا، کیونکہ وہ ایک سپر پاور سے ٹکر لے رہا تھا تو وہ بہت بڑی بہادری کی بات تھی اس لئے تمام مسلمان اس کو بہت بڑا ہیرو سمجھتے تھے، آزادی کی جو جنگ ایک ظالم قوت نے افغانستان پر مسلط کی تھی اس میں وہ لڑ رہا تھا تو اس میں میرے اور آپ کے نقطہ نظر میں کوئی بھی اختلاف اس وقت نہیں تھا اور آپ سب اسکو ہیرو سمجھتے تھے۔

س: آپ اب بھی یہی سمجھ رہے ہیں؟

ج: آپ عراق کو دیکھئے، فلسطین کو دیکھئے اور خود افغانستان کو دیکھئے کہ اگر کوئی بڑی طاقت آ کر اس کی آزادی کو سلب کرتی ہے اور وہاں وہ بیٹھ جاتی ہے کہ ہم ان کو آزادی دلاتے ہیں، آزادی کے نام سے ان کو غلام بناتے ہیں آپ سے میں پوچھتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہیں گے؟ جو بڑی قوتیں اس طرح غریب و کمزور قوتوں پر مسلط ہو کر ان کے وسائل و ذرائع سب کو لیکر ان پر قبضہ جمالیتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مغرب اور امریکہ سب سے زیادہ بنیادی حقوق کا دعویدار ہے، اور میرے خیال میں آپ کو بھی وہی سمجھنا چاہیے جو شیمن واریکخلاف صورتحال تھی اور ان کی آزادی اب جن لوگوں نے سلب کی ہے تو دونوں حالات ایک جیسے اور ایک ہی نقشہ ہے کوئی فرق تو ہمیں نظر نہیں آتا۔

س: آپ کے خیال میں اسامہ بن لادن ۹/۱۱ اور اس قسم کے واقعات کرنے میں حق بجانب ہیں؟

ج: دیکھئے ابھی تک تو کسی نے ثابت نہیں کیا کہ یہ مسلمانوں نے کیا ہے یا کس نے؟ اس حادثہ کے آدھ گھنٹہ بعد یہ اعلان ہوا تھا اس کے بعد آپ نے کمیشن بنائے اور سروے و تفتیش کروائی، کئی کئی سو صفحات اس پر مغربی لوگوں نے لکھے اس میں مسلمانوں کے ملوث ہونے کی کوئی بات نہیں آئی، ہم نے کہا تھا کہ کوئی بھی ثبوت پیش کریں اور کسی بڑی اعلیٰ عدالت میں اس مسئلہ کو لے جائیں ہم نے کبھی ایسے اقدامات کی تحسین نہیں کی، ہم نے لندن کے واقعہ پر بھی دوسرے دن صریح تنقید کی ہے۔ اس وقت بھی ہمارا خیال تھا کہ یہ کوئی تیسری طاقت ہے جو مسلمان اور مغربی اقوام کو لڑا چاہتی ہے اور اس کے بہت سارے شواہد سامنے آ بھی گئے ہیں اب بھی یہی صورتحال ہے کہ اصل مجرموں کی نقاب کشائی کرنی چاہیے ورنہ پھر یہ جنگ بہت بڑھ جائے گی آپ کے لئے بھی اور مسلمانوں کے لئے بھی۔ بہت بڑا نقصان ہوگا۔

میں نہیں سمجھتا کہ مسلمان اتنی ترقی کر چکا کہ وہ ٹیکنالوجی وغیرہ میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ وہ ۹/۱۱ جیسا قدم اٹھا سکیں۔ میرا اس وقت بھی خیال تھا کہ مسلمانوں میں اتنی قوت اور ترقی نہیں آئی اور اگر یہ کام مسلمانوں نے سائنٹفک طریقے سے کیا ہوتا تو پانچ چھ سال میں دوبارہ بھی کوئی ایسا کام کر لیتے حالانکہ اسکے بعد کچھ بھی نہ ہو سکا دشمن جو آگ لگانا چاہتے تھے وہ لگادی انکا مقصد پورا ہو گیا، ورنہ کہیں تو اتنے بڑے پیمانہ پر یہ لوگ دوبارہ کوئی ایسا قدم اٹھا لیتے۔

س: کس نے کیا ہوگا اگر مسلمانوں نے نہیں کیا ہو؟

ج: بہت سے لوگوں کا ذہن صہو نیلا کی طرف مائل ہے کہ وہ مغرب کو بھی ٹکڑے میں رکھنا چاہتا ہے۔ ایک تیر سے

س: یہاں کے سٹوڈنٹ کو یہ باتیں پڑھائیں جاتی ہیں؟

س: کیا آپ اپنے شاگردوں کو جہاد اور ٹریننگ کی تلقین کرتے ہیں کہ جائیں اور سپر پاور کے خلاف جہاد لڑیں؟

س: آپ جو کچھ مدارس میں پڑھا رہے ہیں اور وہ مدارس جنہیں مشرف بند کروا رہا ہے جسے مثال کے طور پر اسلام آباد لال مسجد کا مدرسہ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ آپ کی پڑھائی اور تربیت دینے اور ان مدرسوں سے فارغ ہونے والوں میں کیا فرق ہے۔

ج: میرے خیال میں تو سارے مدرسوں کا نظام ایک ہے۔ کورس بھی ایک ہی پڑھایا جاتا ہے۔ کسی بھی مدرسہ کے کورس میں ذہن شکر دی اور انتہا پسندی کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ آپ جس مدرسہ کا نام لے رہے ہیں یہ معصوم اور نوجوان پرائمن لڑکیاں تھیں۔ ان سے کس مشغور کی خاطر وہ توڑ کر ان کے خیال کو بھٹکتا ہے؟ یا حفظ سے یاد کرتی ہیں یا

اسلامی تعلیمات حاصل کرتی ہیں۔ یہ ہزاروں مدرسے امن و سلامتی اور قرآن و سنت کی تعلیمات پڑھاتے ہیں۔ اب اگر ہزاروں مدرسوں میں کسی جگہ ایک مشتبہ شخص پکڑا جاتا ہے۔ ہزاروں مساجد اور مدرسوں میں اگر کوئی ایک شخص پناہ لینے گھس جاتا ہے۔ اور پھر اس کی کڑیاں ان حالات سے ملائی جائیں جو افغانستان میں ہیں یہ وہی ملہ ہے جو ہمارے اوپر ڈالا گیا ہے افغانستان کی آزادی کے بعد امریکہ کو سامنے آ کر اس طبع کو ہٹانا چاہیے تھا۔ یکم اگست کو شاہ فہد کے جنازے کے لئے جاتے ہوئے جنرل مشرف کے ساتھ جہاز میں ہم اکٹھے ہوئے تو وہاں موقع ملا تقریباً دو ڈھائی گھنٹے ہم دونوں نے اس ساری بات کو ڈسکس کیا، انہوں نے بھی کھل کر اپنا نقطہ نظر پیش کیا اور میں نے بھی جو موقف تھا اور جو حالات مسلمانوں کو درپیش ہیں بیان کئے۔ اس بارے میں ہماری بڑی تفصیلی بات ہوئی، میں نے ان سے یہی کہا کہ صرف مغرب کا دفاع کرنے کی بجائے آپ اپنی مشکلات بھی ان کے سامنے رکھیں کہ وہاں تو اکاڈمک ایسے واقعات ہوتے ہیں جیسے لندن میں جس پر ہمیں افسوس ہے لیکن خود ہمارا ملک تو ہر وقت آپ کی پالیسیوں کی وجہ سے اس مصیبت میں پھنس گیا۔ ہم پر دہشت گردی مسلط کر دی گئی اور آپ دیکھتے ہیں کہ نہ ہمارے مدرسے محفوظ ہیں نہ ہماری مسجدیں، خود صدر بھی محفوظ نہیں ہے۔ وزیر اعظم بھی محفوظ نہیں ہے۔ ہمارے قبائل بھی تہیں نہیں ہو گئے تو یہ جرم کس کا ہے۔ یہ تو مغرب نے اور امریکہ نے افغان جہاد کے بعد یہ سارا ملہ ہم پر ڈال دیا تو ہمیں اس سے نکالنے میں آپ ہماری مدد کریں۔ دہشت گردی کا شکار بھی ہم ہیں اور الزام بھی ہم پر ہے۔

ایک سوال میں آپ کے ذریعہ پوری دنیا کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میں پارلیمنٹ کے فارن کمیٹی کا ممبر ہوں، پچھلے دنوں ہم یورپ کے دورے پر گئے تھے پہلے مرحلے میں ہم جرمنی گئے، برلن میں انہوں نے بڑا اچھا استقبال اور خیر مقدم کیا ہمارے ساتھ پارلیمنٹ کے بہت سے گروپوں نے ملاقاتیں کیں اور ہم آپس میں ان ساری باتوں پر ڈسکس کرتے رہے میں نے ان لوگوں کے سامنے ایک سوال رکھا کہ دیکھئے افغانستان پر روس کا جو قبضہ ہوا تو سب سے بڑی قربانی پاکستان نے دی اور پاکستان کے عوام نے دی۔ کم از کم بیس لاکھ آدمی شہید ہو گئے۔ ۵۰ لاکھ کا بوجھ ہم نے اٹھایا اور پورے پاکستان کو رسک میں ڈال دیا ہو سکتا تھا کہ سوویت یونین ہمیں بھی تباہ و برباد کر کے رکھتا ابھی تک ہم وہ نقصانات بھگت رہے ہیں۔ ۳۰ لاکھ آدمیوں کا قتل ہزاروں معذور لوگ، لنگڑے کئی لاکھ مہاجر ہمارے ملک میں اب بھی پڑے ہوئے ہیں اس ساری قربانی کے بعد اس کا سارا فائدہ مغربی اقوام نے لیا ایک فائدہ یہ کہ امریکہ واحد سپر پاور بن گیا۔ دوسرا فائدہ یہ کہ آپ کا مشرقی یورپ سارا آزاد ہو گیا۔ تیسرا فائدہ یہ کہ برلن کی ساری دیواریں ٹوٹ گئیں اور تمام دنیا پر صرف مغربی قوتوں کا ہولڈ آ گیا یورپی یونین سارا آپس میں متحد ہو گیا۔ یہ سب کچھ ہماری قربانیوں کا پھل تھا ہمیں کیا ملتا اتنی بڑی قربانیوں کے بعد بھی ہمارا افغانستان جہنم کدہ بنا ہوا ہے۔ اور ایسی آگ میں ڈالا گیا جس سے کوئی نہیں نکل سکتا اور پھر پاکستان کی کیا حالت؟

ایک چوہے کو پکڑتی ہے تو شور مچتا ہے کہ یہ پاکستان سے ہوا تو جن لوگوں کی قربانیوں اور سڑگل سے یہ سب کچھ ہوا اور وہ سب کچھ ہم نے آپ کی جھولی میں ڈالا تو آپ ہمارے ساتھ کم از کم تو یہ نہ کریں کہ کانٹے صرف ہم کو ملیں اور ہمارا سارا دامن ہی کانٹوں سے بھر دیا۔ تو اس کا جواب ان کے پاس نہیں تھا وہ بڑے متاثر ہوئے اور سوچ کر کہا کہ واقعی یہ سوچنے کی بات ہے۔ اس مدرسے سے ہزاروں طالب علم نکلے ہیں افغان جہاد تو الگ بات تھی۔ دنیا بھر میں ٹیررازم کے واقعات ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کیا آپ کو کہیں بھی دنیا میں یا پاکستان میں کوئی ایک فرد بھی اس حقانیہ کا ملا ہے جو اس میں ملوث ہو۔ اس (حقانیہ) کو آپ سب سے بڑا وارنیر سکول سمجھتے ہیں۔ جبکہ یہ تو سراسر امن کا گہوارا ہے، کوئی مثال نہیں ہے کہ یہاں سے کوئی فرد یا بچہ بھی کسی غلط کام میں ملوث پایا گیا ہو۔ جتنے بھی پکڑے جا رہے ہیں یا جنہوں نے دہشتگردی کے واقعات کئے ہیں یا جو فہرست مطلوب افراد کی ہے وہ زیادہ تر آپ کی یونیورسٹیوں کا لجنوں اور سکولوں سے پڑھے ہوئے ہیں۔ وہاں سے ڈاکٹریٹ کی ہے یا وہاں سے انجینئر اور پروفیسر بنے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ تقریباً ۹۵ فیصد آپ کے اداروں سے نکلے ہیں اس میں 05 بھی ایسے نہیں ہیں جو کسی دینی مدرسے سے پڑھے ہوں۔

س: صدر مشرف کا غیر ملکی طلبہ کے نکالے جانے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: میرا اور اس کا نقطہ نظر ایک ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ دہشت گردی ختم ہو جائے لیکن میں کہتا ہوں کہ اصل جو دہشتگرد ہیں ان کو نشانہ بنایا جائے۔ اب لاکھوں بچے جو مدرسوں میں پڑھتے ہیں اگر ان کو آپ ڈسٹرب کریں، یکدم امتحان سے محروم کر دیں، آپ ان کو مدرسوں سے نکال دیں اور آپ یہ سارا سسٹم بند کر دیں تو وہ لاکھوں لوگ جن کے دلوں میں نفرت نہیں ہے محبت ہے اور امن و سلامتی کی بات کرتے کرتے ہیں آپ کسی بھی طبقے کے ساتھ ایسی کاروائی کریں تو ان میں نفرت پیدا ہو جائے گی ان میں انتہا پسندی آ جائے گی دہشتگردی میں نہیں ہیں۔ معاشرے میں دہشت گردی پھیلانے سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوگا کیونکہ وہ آگ اور پھیل جائے گی۔

مثال یہ ہے کہ آپ کی ہارڈ ورڈ یونیورسٹی میں کیمبرج میں آکسفورڈ میں دو چار لڑکے دہشتگردی میں پکڑے جائیں تو کیا آپ پورے ہارڈ ورڈ یونیورسٹی آکسفورڈ یونیورسٹی یا کیمبرج یا سارے کالجوں یونیورسٹیوں پر کریک ڈاؤن کریں گے؟ ان کو بند کریں گے، کنٹرول کریں گے اس سے کتنا بڑا شدید رد عمل ظاہر ہوگا تو وہی صورتحال ہے۔

س: مغربی دنیا میں آپ کے بارے میں یہ تاثر ہے کہ آپ انتہا پسند ہیں؟ کیا آپ انتہا پسند ہیں؟ ابھی آپ نے یورپ کا دورہ کیا تو آپ کو پکچنم جانے سے اسی وجہ سے روک دیا گیا؟

ج: ہم جرمنی سے آرہے تھے تو ہمارا پکچنم میں پروگرام تھا۔ پکچنم کا شیجن ویزہ بھی تھا۔ بہت بڑے معزز پارلیمانی وفد تھا۔ اگر میں انتہا پسند ہوتا تو پانچ چھ سال سے مسلسل اس گھر اور ادارہ کے دروازے جو پٹ نہ کھولے ہوتے پاکستان میں کسی عالم نے کسی پارٹی نے مغربی ممالک کو اتنا وقت نہیں دیا جتنا میں نے دیا ہے اور عزت احترام بھی کیا ہے

اور ان کے سامنے کھلی کتاب کی طرح سے یہ ادارہ رکھا ہے ان کے سوالات کے جوابات دیئے ہیں، ڈسکس کئے ہیں میں تو مکالمہ اور بات چیت پر یقین رکھتا ہوں میری کوشش ہے کہ آپ لوگ ہم سے بات چیت کریں لیکن مغربی دنیا مکالمے کے لئے تیار نہیں مجھے وہاں بلجیم میں بھی اس لئے روکا گیا کہ یہ یورپی پارلیمنٹ پر اثر انداز نہ ہو جائے۔ یعنی وہ حکومت نہیں چاہتی تھی کہ میرے خیالات کھل کر معزز پارلیمنٹریں تک پہنچ جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مغربی دنیا لوگوں سے اصل حقائق چھپا کر رکھنی چاہتی ہے۔

س: جب میں پانچ سال پہلے آیا تھا تو امریکی حکومت کی طرف سے پاکستان پر دباؤ تھا کہ اس مدرسے کو بند کر دیں لیکن اب آپ پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ اور یہاں پر مذہبی جماعتوں کو مینڈیٹ ملا ہے اور اقتدار میں بھی ہیں۔ آپ کیا دیکھ رہے ہیں کہ مستقبل میں مذہبی جماعتوں کے اقتدار میں آنے کے حوالے سے کیا تبدیلی آئے گی۔

ج: جس وقت کا آپ ذکر کر رہے ہیں تو اس وقت پارلیمنٹ تھا ہی نہیں۔ ورنہ میں 85ء اور میرے والد 70ء سے رکن پارلیمنٹ ہیں اس وقت سے ہم مسلسل پارلیمانی جدوجہد پر یقین رکھتے ہیں کہ جو بھی تبدیلی آئے تو ڈیموکریٹک طریقہ سے آئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت مذہبی جماعتوں کو جو زیادہ نمائندگی ملی ہے تو یہ خوش آئند بات ہے آپ کو خوش ہونا چاہیے اگر ہم یہاں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اصلاحات کریں انقلاب اور تلوار وغیرہ سے یہ کام نہیں ہوں گے ہم جمہوری طریقے سے اسمبلیوں کے ذریعہ تبدیلی لائیں گے۔ وہ تبدیلی ایسی نہیں ہوگی جو کہ مغرب کے لئے نقصان دہ ہوگی، ان پسماندہ حکومتوں اور عوام کی فلاح و اصلاح کے لئے بہتر کام یہ غریب علماء اور غریب نمائندے کر سکتے ہیں ہم اس جدوجہد میں لگے ہیں کہ حالات بہتر ہوں، جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں۔ اب بھی چاہتے ہیں کہ مدرسوں کے بند کرانے میں مغرب کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا، الٹا مشکلات بڑھ جائیں گی۔ یہ مدرسہ اس بلڈنگ اور بڑی بڑی عمارتوں کا نام نہیں ہے یہ استاد اور یہ شاگرد سارے ملک میں پھیل جائیں گے اور کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر سلسلہ چلائیں گے یہی مدرسہ ہوتا ہے تو پھر کتنے لاکھوں مدرسے بنیں گے۔

س: آپ کے خیال میں اس صورتحال کا کیا حل ہے؟

ج: مشکلات کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ دنیا میرا رزم کو جس مقصد کے لئے استعمال کرتی ہے بغیر اس کے کہ وہ ہے کیا چیز، میں نے ہر جگہ یہ مطالبہ کیا ہے ابھی مغربی ممالک کے دورے میں بھی کہ ہم اور مغربی ممالک آپس میں بیٹھ کر میرا رزم کی ڈیفینیشن کریں۔ اس کی حدود کیا ہیں، کون سی چیز میرا رزم ہے اور کونسی میرا رزم نہیں ہے۔ خواہ اس تعریف و معیار پر مغربی طاقتیں یا بڑی طاقتیں اتریں یا کوئی گمنام شخص تو پھر پانی کا پانی اور دودھ کا دودھ سب صاف ہوگا۔ ایک چیز کو کوئی مقدس جہاد سمجھتا ہے اور دوسرا اسکو میرا رزم کہتا ہے۔ ایک بڑی قوت جہاد و جمہوریت کی ستر گل کہتا ہے اور ہم

کہتے ہیں کہ یہ غلام بنانا چاہئے۔

س: آپ نے کہا کہ کوئی بھی ایسی مثال دیں کہ اس مدرسے کا سٹوڈنٹ تخریب کاری میں ملوث ہو تو آپ کے خیال میں تخریب کاری کیا چیز ہے؟

ج: میں خود چاہتا ہوں کہ دہشتگردی کی متعین تعریف ہو جائے۔ اقوام متحدہ یا کسی اور پلیٹ فارم پر۔ اس کا شخص معلوم کیا جائے۔ حدود متعین کئے جائیں۔ لیکن میں آپ کو آسان الفاظ میں فرق بتاتا ہوں کہ جہاد اور ٹیررازم میں فرق کیا ہے۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں رات کو ایک بس اس روڈ پر پشاور جا رہی ہے اور چند ڈاکو اس کو روک لیں اور اس کے اندر گھس جاتے ہیں اور وہاں لڑکیوں کی بے عزتی آبروریزی کر دیتے ہیں وہاں سوار یوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ ان کا سارا سامان لوٹ لیتے ہیں تو اس کے ساتھ جو کچھ ہوا یہ ٹیررازم ہے۔ اور ایک شخص گھر میں آرام سے سو رہا ہے چادر اور چادر یواری کا تحفظ ساری دنیا ضروری سمجھتی ہے رات کے اندھیرے سے یا اپنی طاقت سے دن دھاڑے کوئی شخص بندوق کی نوک سے آ کر میرے گھر میں گھس جاتا ہے میری عزت لوٹتا ہے میرے گھر کو لوٹتا ہے میرے سارے گھر کو تباہ و برباد کرتا ہے اس وقت اگر میں گھر میں بندوق اٹھاتا ہوں تو یہ میرے لئے لازمی ہے کہ میں اپنے گھر کا تحفظ کروں اس گھر میں اگر کوئی اس طریقے سے آتا ہے تو اس کی بقاء کی جنگ جہاد ہے اور جو شخص باہر ڈاکو کی شکل میں آ کر وٹ کھوٹ کرتا ہے وہ ہے ٹیررازم ان دونوں میں فرق کرنا چاہیے۔

ماہنامہ حق چار یا ر لاہور کی عظیم تاریخی پیشکش

تکامل سنت و کعبہ

صفحہ: 1384
رکائی قیمت: 300/- روپے

بچیا

مظہر شریعت و طریقت و مکمل صحابہ
حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مدنی

دوسرا ایڈیشن چھپ کر منظر عام پر آ گیا ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں

رابطہ! دفتر ماہنامہ حق چار یا ر متصل جامع مسجد میاں برکت علی ڈیڈار روڈ اچھرہ لاہور

Tel: 042-7593080